" پڑھتے ہوئے تم بہت جلد ی کرتے ہو ۔بابا نے کہا ۔ دیو نے پوچھا "میں کیاپڑھوں"۔

"روحانیت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اسے پڑھو" بابا نے وضاحت کی۔ دیو کتاب لانے کے لیے گیااسی دوران اس کی آنکھ کھل گئی اس خواب کے بعد دیو کو کس قدر خوشی اور سکون واطمینان حاصل ہوا ہو گا۔یہ ہم قارئین کی سوچ پر چھوڑ دیتے ہیں۔

چرانے کے لیے کیوں جاتے ہو اور تم کیوں چوری کی عادت خود کو ڈالتے ہو؟"

دیو بابا کے الفاظ سن کے بہت خوش ہوا کیوں کہ انھوں نے ہی اسے پوتھی (گیا نیشوری) کا مطالعہ کرنے کے لیے کہا تھا۔ اس نے سوچا کہ اس نے جو کچھ چاہا تھا وہ اسے مل گیا۔ اور یہ کہ اس کے بعد وہ اسے آرام سے پڑھ سکتا تھا۔ چناں چہ ایک بار پھر بابا کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے اس نے خود کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ اسے ایک بچہ سمجھ کر اس سے برتاؤ کریں اور کتاب کو پڑھنے میں اس کی مدد کریں۔ اب اس کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ بابا نے جب چیتھڑے چرانے کی بات کی تھی تو اس سے ان کی مراد کیا تھی۔ جو کچھ دیو نے بالک رام سے کہا تھا حقیقتاً وہ چیتھڑے کی مانند تھا۔ بابا کو اس سلسلے میں اس کا برتاؤ بالکل پسند نہ آیا تھا۔ بابا خود ہی ہر طرح کے سوالات کا جواب دینے کے لیے تیار رہتے تھے۔ انھیں چناں چہ یہ پسند نہ تھا کہ کوئی دوسروں سے پوچھے اور غیر ضروری پوچھ گچھ کرے۔ چناں چہ انھوں نے دیو کو جھڑکا اور ہراساں کیا۔ دیو نے سوچا کہ بابا نے اسے یہ سکھایا کہ وہ اس کی خواہشات پوری کرنے کے لیے خود ہی تیار رہتے تھے۔ اس لیے دوسروں کو کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ دیو نے ان جھڑکیوں کو دعاؤں اور پھولوں کے طور پر قبول کیا اور اطمینان و تسلی کے ساتھ گھر لوٹا۔

بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی۔ بابا نے صرف پڑھنے کا حکم دینے پر اکتفا نہیں کیا۔ ایک سال کے اندر ہی انھوں نے دیو کے ہاں جا کر یہ دریافت کیا کہ اس نے کتنی پڑھ لی تھی۔ 12 اکتوبر 1914ء جمعرات کی صبح کو بابا دیو کے خواب میں آئے۔ انھوں نے اوپر کی چھت پر بیٹھ کر اس سے دریافت کیا کہ کیا تم نے پوتھی کو سمجھ لیا۔ دیو نے نفی میں جواب دیا پھر تم کب اس کو سمجھو گے "بابا نے پوچھا۔ دیو نے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بابا سے کہا "جب تک آپ مجھے اپنے کرم سے نہ نوازیں گے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پڑھنا محض فکر و پریشانی ہے اور سمجھنا تو اس سے بھی مشکل کام"۔

اسے بتانے ہی والا تھا کہ بابا نے ایک کوڑھی بھگت چندرو کو بھیجا تاکہ وہ دیو کو اس کے پاس بلالائے۔ جب دیو بابا کے پاس گیا تو بابا نے اس سے پوچھا کہ وہ کس کے ساتھ کیا باتیں کررہا تھا۔ اس نے کہا کہ وہ بالک رام کے ساتھ باتیں کررہا تھا جس نے ان (بابا) کی شہرت کے بارے میں بتایا تھا۔ بابا نے اس کے بعد پھر 25 روپے دکشنا کا تقاضا کیا جو اس نے بخوشی ادا کردیا پھر بابا اس کو اندر لے گئے اور چوکی کے قریب بیٹھتے ہوئے اس پر اس طرح سے الزام تراشی کی:-

"تم نے میرے چھتروں کو میرے اجازت کے بغیر چرالیا"۔ دیو نے چھتروں سے قطعی لاعلمی کا اظہار کیا۔ لیکن بابا نے اسے تلاش کرنے کے لیے کہا۔ اس نے تلاش کیا لیکن کہیں کچھ نہ ملا۔ پھر بابا نے غصے ہوتے ہوئے کہا:-

"یہاں اور کوئی نہیں ہے، تم ہی صرف چور ہو، اتنے بوڑھے اور سفید بال ہوتے ہوئے بھی تم یہاں صرف چوری کرنے کے لیے آئے۔ اس کے بعد بابا آپ سے باہر ہوگئے بالکل وحشی کی طرح، اور ہر طرح کی گالیاں اور جھڑکیاں دیتے رہے۔ دیو خاموش دیکھتا رہا، اس نے سوچا کہ شاید اسے بابا سے مار بھی پڑے گی۔ کوئی ایک گھنٹے کے بعد بابا نے اس سے کہا کہ وہ واڑا چلا جائے۔ اس نے واڑا جاکر جوگ اور بالک رام کو وہ سب کچھ بتادیا جو اس پر بیتا تھا۔ بعد دوپہر کے وقت بابا نے ان سب کو دیو سمیت بلالیا اور یوں کہنے لگے:-"میرے الفاظ نے بوڑھے دیو کو ضرور تکلیف پہنچائی ہوگی پر چوں کہ اسنے چوری کی تھی اس لیے وہ میں خاموش نہ رہ سکا۔ بابا نے اس پر ایک بار پھر 12 روپے طلب کیے۔ دیو نے پیسے جمع کرکے دے دیئے اور پھر بابا کے سامنے سربسجود ہوگیا۔ اس پر بابا نے اس سے کہا "پوتھی روزانہ پڑھتے جاؤ (گیانیشوری کو) واڑا میں بیٹھ کر ہر روز کچھ نہ کچھ حصہ پڑھ کر دوسروں کے سامنے پیار سے اس کی وضاحت کرتے رہو۔ میں یہاں بیٹھا ہوا تمہیں سارا قیمتی کپڑا دینے کے لیے موجود ہوں۔ پھر تم دوسروں کے پاس چھیترے

267-1

بابا کی یہ تصویر دوار کا مسجد میں اس پتھر پہ لٹکی ہوئی ہے۔ جہاں بابا ہمیشہ بیٹھا کرتے تھے۔ اس تصویر میں ایک روحانی طاقت اور خاصیت یہ ہے کہ اگر تم بابا کی طرف دیکھو گے تو بابا آپ کی طرف دیکھیں گے۔

پڑھ پاتا۔ چناں چہ اس نے دل میں یہ طے کر لیا کہ وہ اسے اس وقت تک نہ پڑھے گا جب تک کہ بابا اس کی محبت اس کے دل میں پیدا نہ کریں گے اور اسے حکم نہ دیں گے کہ وہ اسے پڑھے۔ چناں چہ 1914ء کے فروری مہینے میں وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ شرڈی گیا وہاں جوگ نے اس سے دریافت کیا کہ وہ روز گیانیشوری پڑھتا تھا؟ دیو نے جواب میں کہا کہ وہ اسے پڑھنا تو چاہتا تھا لیکن اسے اس میں کامیابی نہ ہوئی اس لیے اب وہ اسے اسی وقت پڑھے گا جب بابا اس کو پڑھنے کا حکم دیں گے۔ چناں چہ جوگ نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اس کی ایک جلد لے جا کر بابا کو پیش کرے اور جب بابا اس کو پاک کر کے اسے لوٹا دیں تو وہ اس کو پڑھنا شروع کر دے۔ دیو نے اس پر جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ اسی طریقے کو برتنا نہیں چاہتا کیوں کہ بابا اس کے دل کی حالت کو جانتے ہیں۔ اس لیے کیا وہ اس کی خواہش پوری کرنے کے لیے اسے پڑھنے کا واضح حکم نہیں دیں گے۔

چناں چہ دیو بابا کو ملنے کے لیے گیا اور انھیں ایک روپیہ دکشنا کے طور پر پیش کیا۔ بابا نے 20 روپے کا تقاضا کیا جو اس نے ادا کر دیئے۔ رات کو اس نے بالک رام سے مل کر اس سے دریافت کیا کہ اس نے کس طرح بابا کی محبت اور ان کا آشیر واد حاصل کیا تھا۔ بالک رام نے اس سے کہا کہ وہ اس کو اگلے دن آرتی کے بعد سب کچھ بتا دے گا۔ دوسرے دن جب دیو درشنوں کے لیے گیا تو بابا نے 20 روپے کا تقاضا کیا جو اس نے خوشی سے دے دیئے۔ مسجد چوں کہ کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اس لیے دیو اندر جا کر ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ بابا نے اسے قریب آ کر سکون قلب کے ساتھ بیٹھنے کے لیے کہا دیو نے جس کی تکمیل کی۔ دوپہر کو جب آرتی ختم ہوئی اور لوگ گھروں کو چلے گئے تو دیو بالک رام سے پھر ملا اور اس گذشتہ زندگی کے بارے میں دریافت کیا۔ اور یہ بھی کہ بابا نے اس سے کیا بتایا تھا اور کس طرح اس کو دھیان لگانے کی تربیت دی تھی۔ بالک رام

جو اس کی اچھی حفاظت کر سکے۔ سائی بابا نے اس کو خود یہ کہا کہ وہ اس سلسلے میں مولانا اسمو مجاور سے مشورہ کرے اور وہ جو کچھ کہے اس پر عمل پیرا ہو۔ اس نے مولانا سے مل کر اسے سب کچھ بتایا۔ دونوں نے بہت غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ تصویر انا صاحب (ہیماڈ پنت) کو پیش کی جائے کیوں کہ وہی اس کو اچھی طرح رکھ سکیں گے۔ چناں چہ ان دونون نے ہیماڈ پنت کے پاس جا کر اس کو تصویر عین موقعے پر پیش کر دی۔ اس کہانی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کس طرح بابا ماضی، حال، مستقبل کے بارے میں سب کچھ جانتے تھے اور کتنی مہارت سے وہ کام کرتے ہوئے اپنے بھگتوں کی خواہشات کو پورا کرتے تھے۔ مندرجہ ذیل کہانی اس بات کو بخوبی واضح کرتی ہے کہ بابا ان لوگوں کو بہت پسند کرتے تھے جو روحانی باتوں میں دلچسپی لیتے تھے اور وہ ان کی ساری مشکلات دور کر کے انھیں مسرت عطا کرتے تھے۔

## چیتھڑوں کی چوری اور گیانیشوری کا مطالعہ

شری بی۔ وی دیوڈھانو (ضلع تھانے) کے معاملت دار تھے ان کی خواہش تھی کہ وہ گیانیشوری (گیانیشور کی تیار کردہ بھگوت گیتا کی تفسیر) اور دوسری مذہبی کتب کا مطالعہ کریں۔ وہ ہر روز بھگوت گیتا کے ایک باب اور دوسری کتب کا کچھ حصہ پڑھ سکتا تھا۔ لیکن جب اس نے گیانیشوری کا مطالعہ شروع کیا تو کچھ دقتیں پیدا ہو گئیں جس کی وجہ سے اسے گیانیشوری پڑھنے سے منع کر دیا گیا۔ تین مہینے کی چھٹی لے کر شرڈی آیا اور وہاں سے اپنے گھر جو پوڈ میں واقع تھا آرام کرنے کے لیے چلا گیا۔ وہ وہاں دوسری کتابیں تو پڑھتا رہا لیکن جب بھی گیانیشورنی کو ہاتھ میں لیتا تو طرح طرح کے شیطانی خیالات اس کے ذہن پر ہجوم کرتے جو اسے گیانیشوری کا مطالعہ کرنے سے روک دیتے۔ وہ چاہے کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرتا پر کتاب کی کچھ سطریں بھی وہ آرام سے نہ

سے حاصل کی تھی۔ وہ اس نے اپنے سالے نور محمد پیر بھائی کو دی جو آٹھ سال تک اس کی میز میں پڑی رہی۔ ایک بار آخر الذکر نے اسے دیکھا اور فوٹو گرافر کے پاس لے جا کر اسے قد آدم کے برابر بڑا کروا کے اس کی کاپیاں اپنے دوستوں اور رشتے داروں میں تقسیم کیں جن میں علی محمد بھی شامل تھا جس نے اسے اپنے باندرا کے مکان میں دیوار پر لٹکوا دیا۔ نور محمد سائی عبدالرحمٰن کا بھگت تھا چناں چہ وہ جب اس کو لے کر اپنے گورو کو بھرے دربار میں پیش کرنے کے لیے لے گیا تو وہ غصے میں آکر اسے پیٹنے کے لیے اس کے پیچھے بھاگے اور اسے وہاں سے باہر نکال دیا۔ اس پر افسوس ہونے کے ساتھ وہ بہت مایوس بھی ہوا اس نے سوچا کہ ایک تو اس نے اتنا سارا خرچ کیا اس پر گورو کی ناراضگی بھی مول لی۔ اس کا گورو چوں کہ مورتی پوجا پسند نہیں کرتا تھا اس لیے وہ اس تصویر کو لے کر اپالو نامی بندرگاہ پر چلا گیا جہاں ایک کشتی کرائے پر لے کر اس نے اس تصویر کو سمندر میں ڈبو دیا۔ اس نے اپنے دوستوں اور رشتے داروں کو دی ہوئی چھ تصویریں بھی واپس لے کر ایک ملاح کے ذریعے انھیں باندرہ کے سمندر میں پھنکوا دیا۔ اس موقع پر علی محمد اپنے سالے کے گھر میں تھا۔ اس نے اسے بتایا کہ اس کی ساری تکلیف دور ہو جائے گی اگر وہ بھی جلد ہی سنتوں کی تصویریں سمندر میں ڈبو دے گا۔ یہ سن کر علی محمد نے اپنے منیجر کو اپنے باندرہ والے مکان کو روانہ کر کے ساری تصاویر سمندر میں پھنکوا دیں۔

جب علی محمد گھر واپس آیا تو وہ بابا کی تصویر کو دیوار پر پہلے کی طرح ٹنگے ہوئے دیکھ کر حیران ہو گیا۔ وہ نہیں سمجھ سکا کہ اس کے منیجر نے کس طرح بابا کی تصویر کے سوائے باقی ساری تصویریں وہاں سے ہٹا دیں تھیں۔ اس نے فوراً اسے لے کر الماری میں چھپا دیا کیوں کہ اسے یہ ڈر تھا کہ اگر اس کے سالے صاحب نے اسے دیکھ لیا تو وہ اسے بھی پھنکوا دے گا۔ وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ وہ اس تصویر کا کیا کرے اور کس کو دے

## چونتیسواں باب

# تصویر کی کہانی چیتھڑوں کی چوری اور گیا نیشوری

جیسا کہ پچھلے باب میں بیان کیا گیا ہے ہم یہاں پر تصویر کی کہانی کو جاری رکھتے ہیں۔ علی محمد ایک بار پھر ہیماڈ پنت سے ملا اور اس نے مندرجہ ذیل کہانی بیان کی۔

"ایک بار بمبئی کی گلیوں میں آوارہ گردی کرتے ہوئے علی محمد نے وہ تصویر خریدی اور اس کو فریم کرا کے اپنے باندرہ کے گھر کی دیوار پر لٹکا دیا۔ چوں کہ وہ بابا سے محبت کرتا تھا اس لیے وہ ہر روز بابا کی تصویر کے درشن کرتا۔ اس تصویر کو ہیماڈ پنت کو دینے سے تین ماہ پہلے اس کی ٹانگ میں سوزش ہوئی تھی اپریشن کرانے کے بعد وہ اپنے سالے نور محمد پیر بھائی کے گھر بمبئی میں روبصحت ہونے کے لیے رکا ہوا تھا۔ باندرہ میں اس کا گھر تین ماہ تک بند رہا کیونکہ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ صرف بابا عبد الرحمٰن، مولانا صاحب محمد حسین، بابا سائی، بابا تاج الدین اور کچھ دوسرے زندہ فقیروں یا سنتوں کی تصویریں وہاں تھیں۔ زمانہ کے چکر نے ان کو بھی نہیں بخشا تھا۔ وہ خود بمبئی میں بیمار پڑا ہوا تھا۔ تصویریں باندرہ میں کیوں تکلیف کا شکار ہوتیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ان کا بھی جنم اور مرن ہوتا ہے۔ سب تصاویر اپنے اپنے انجام کو پہنچی تھیں لیکن بابا کی تصویر اس طرح کے انجام سے کس طرح بچ گئی تھی اس کی وضاحت اب تک کوئی بھی مجھ سے نہ کر سکا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بابا علم کا منبع تھے اور ہر شے میں موجود تھے۔ ان کی قوت کی تہہ تک پہنچنا کس کے بس کی بات تھی؟

علی محمد نے بہت عرصہ پہلے بابا عبد الرحمٰن کی ایک چھوٹی تصویر محمد حسین ٹوپن